از مولانا اخوندزادہ عبدالقیوم حقانی (فاضل دارالعلوم حقانیہ)
مدرس دارالعلوم حنفیہ چکوال

دستورِ اسلامی کا چوتھا ماخذ
رائے و قیاس اور امامِ اعظم ابو حنیفہؒ

لا یُرمیٰ شجرٌ الّا ذُو ثمرٍ آخر نہ ماننے والوں نے اتنا اور ایسا ہی کیا جتنا اور جیسا کہ ایک باکمال اور مقبول عند اللہ شخصیت کے ساتھ مخالفین اور حاسدین کرتے ہی آئے ہیں۔ ع

ہوتی آئی ہے کہ اچھوں کو بُرا کہتے ہیں

اور کیوں نہ کرتے؟ جب کہ ایسا ہونا ایک فطری اور واقعاتی امر ہے۔ کیونکہ صبحی محمصانی فرماتے ہیں۔

حنفیوں کی تعداد جملہ اہل اسلام کی دو تہائی ہے۔ مالکیوں کی تعداد ساڑھے چار کروڑ ہے۔ شافعیوں کی تعداد ۱۰ کروڑ اور حنبلیوں کی تعداد ۳۰ لاکھ ہے۔ (فلسفہ تشریع فی الاسلام)

عالم اسلام کا دو تہائی حصہ جس کا نام لیوا اور پیرو کار ہو اس تناسب سے اس کے مخالفین اور حاسدین کے وجود کو باعثِ تعجب سمجھنا ایک فطری حقیقت کا انکار ہے۔ لا یرمیٰ شجر ذو ثمر۔ چنانچہ اسی حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے علامہ ابن حجر مکیؒ "خیرات الاحسان" میں رقمطراز ہیں:۔

ان الامام ابی حنیفہ کان لہ حسّاد کثیرون فی حیاتہ وبعد مماتہ

امام ابو حنیفہ کے بہت سے حسّاد تھے۔ ان کی زندگی میں بھی اور ان کے بعد بھی۔

صاحبِ تنسیق النظام بھی یوں فرماتے ہیں:۔

کان ابوحنیفہ یحسد وینسب الیہ ما لیس فیہ ویختلق الیہ ما لا یلق

امام ابو حنیفہ کے حاسد بہت تھے اور وہ ایسے امور ان کی طرف منسوب کرتے تھے جو ان میں نہ تھے۔

(کتاب العلم لابن عبد البر)

جب امام صاحب کی ذکاوت، فطانت اور تبحرِ علمی کی وجہ سے کثرت سے اہل علم آپ کی درسگاہ میں آ

اگر شرف تلمذ ہی کو بڑی سعادت سمجھنے لگے۔ تو آپ کے اس عظیم منصب کے پیش نظر کثرت سے حاسدین و مخالفین کا پیدا ہو جانا کوئی تعجب کی بات نہیں۔ بلکہ یہ امام صاحب ہی کی کمال اہمیت اور بہت بڑی عظمت کی دلیل ہے۔ ع

جو تو نہ خوب ہوتا تو وہ کیوں حسود ہوتا

حاسدین و مادحین اور تقابل | شیخ یحییٰ بن معین محدث نے کس قدر بجا اور صحیح فرمایا۔

"جب لوگ اس کی سعی نہ کر سکے (یعنی علم و اجتہاد میں مقام ابو حنیفہ تک رسائی) تو حسد کرنے لگے اور دشمن ہو گئے۔ (مناقب موفق)

امام صاحب کے مخالفین و حاسدین میں نعیم بن حماد (استاد امام بخاری) خطیب۔ دارقطنی اور ابن جوزی کو امامت کا مقام حاصل ہے۔ جب کہ امام صاحب کے مادحین میں ہر بزرگ علم و عمل اور دین کا ایک ستون ہے جیسے امام اعمش، شعبہ، مالک، مسعر بن کدام، ثوری۔ وکیع۔ عبداللہ بن مبارک۔ یحییٰ بن معین، حسن بن عرفہ۔ یزید بن ارون ان حضرات کے مقابلہ میں یحییٰ بن سعید، عبداللہ بن دینار۔ امام جعفر صادق۔ امام لیث محدث۔ جیسے اکابر کے اقوال تو قابل التفات ہو سکتے ہیں خطیب، دارقطنی اور ابن جوزی کا یہاں ذکر کیا؟ یہاں تو بخاری و مسلم کی بھی ہستی نہیں جہاں تک نعیم بن حماد کی بات ہے۔ اس سے متعلق ہم یہاں میزان جلد ثالث سے ایک حوالہ نقل کرتے ہیں۔

قال الازدی کان نعیم یضع الحدیث فی تقویۃ السنۃ و حکایات مزورۃ فی ثلب النعمان کلھا کذب

ازدی کہتے ہیں کہ نعیم تقویت سنت کے لئے حدیث وضع کیا کرتا تھا اور امام ابو حنیفہ کے معائب میں حکایات گھڑا کرتا تھا جو سب جھوٹ ہیں۔

امام صاحب کی مدح جن بزرگوں سے ثابت ہے اس کے مقابلہ میں بھی اسی پایہ کے بزرگوں کے اقوال پیش کرنا چاہئیں۔

صرف اپنے اور احناف ہی نہیں بلکہ دوسرے مذاہب کے ائمہ نے بھی بغیر تعصب کے امام صاحب کی مدح کی ہے۔ جیسے "امام سیوطی شافعیؒ۔ حافظ ابن حجر مکی شافعیؒ۔ امام ذہبی شافعیؒ حافظ ابن حجر عسقلانی۔ شافعیؒ۔ امام نووی شافعیؒ۔ امام غزالی شافعیؒ۔ حافظ ابن عبدالبر مالکیؒ۔ علامہ یوسف بن عبدالہادی حنبلیؒ۔ مورخین میں علامہ ابن خلدون۔ اور ابن خلکان شافعیؒ وغیرہ

اگر مدح و ذم کرنے والوں کی تعداد پر نظر کی جاتے تو بھی مدح کا پلہ بھاری ہے چنانچہ علامہ ابن حجر مکیؒ لکھتے ہیں کہ

جن لوگوں نے امام صاحب کی توثیق کی ہے وہ اُن لوگوں سے بہت زیادہ ہیں جنہوں نے ان پر طعن کیا ہے (خیرات الحسان)

غالب برا نہ مان جو واعظ بُرا کہے
ایسا بھی ہے کوئی کہ جسے سب اچھا کہیں

قلّتِ حدیث کا الزام | مخالفین کا امام اعظمؒ ابو حنیفہ پر قلّتِ حدیث کا الزام کہاں تک درست ہے اور اس کے پسِ منظر میں حقیقت کا وجود عنقا اور بغض و عداوت و کذب و افترا کس قدر کارفرما ہے قارئین کو ہماری گذشتہ تین قسطوں سے اس کا اندازہ لگ چکا ہو گا۔ اگلی بات کو سمجھنے کے لئے گذشتہ معروضات کا خاکہ ذہن میں ہونا ضروری ہے۔

مزید دو الزام | فقہ و رائے کی طرف امام صاحب کا انتساب۔ (۲) قیاس و رائے کو حدیث پر ترجیح دینا مخالفین اپنے اعتراضات کے ان دونوں عنوانات کو خوب طعن و تشنیع، کذب و افتراء، غلط بیانی اور ملمع کاری سے سجا بنا کر سراج الفقہاء سید الطائفہ، امام الائمہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کی شان میں جس قدر دریدہ دہنی سے استہزاء و گستاخی کرتے ہیں اسی قدر اس کو خدمتِ اسلام، اشاعتِ دین اور توشۂ آخرت بھی یقین کرتے ہیں ع

متاعِ خلد ہے دنیا میں آدمی کے لئے

ایک حقیقت کا اعتراف | یہ بجا ہے کہ تاریخِ اسلام، طبقاتِ رجال اور مناقب وغیرہ کی کتب میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کو "امام اہل الرائے" سے ملقباً یاد کیا جاتا ہے۔ ہمیں بھی اس حقیقت کا اعتراف ہے اور ہم امام صاحب کے اس عظیم منصب کو پوری ملّتِ حنفیہ کے لئے باعثِ افتخار و فضیلت سمجھتے ہیں ع

یہ رتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا

مگر ایسے لوگ جو تعصب، حسد، بغض و عداوت، غلط روی اور کج فہمی کو متاعِ عزیز اور غنیمت سمجھ کر ایک لمحہ چھوڑنے کے لئے تیار نہ ہوں تو ایسے نافہموں کو اگر "امام اہل الرائے" کے لقب سے اچھی خاصی ٹھوکر لگ لگ بھی گئی ہو اور پھر اگر ان گم کردہ راہ لوگوں نے عوام کو اندھیرے میں رکھنے کی کوشش بھی کی ہو، اور کرتے بھی رہیں تو پھر کیا اس سے یہ چیز لازم آ سکتی ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہؒ اور آپ کے اصحاب (جن کی رائے بڑی دقیق، عقل بڑی تیز، بصیرت بڑی گہری اور جو مشکل احادیث اور غیر منصوص مسائل کو اپنے ناخنِ تدبیر سے حل کرنے کے خوگر ہوں) کا "اہل الرائے" ہونا شرعاً مذموم اور موجبِ تنقیص بھی ہو؟

دیانت کا خون | جنہوں نے رائے کے لغوی معنی تک جاننے کی کوشش نہ کی ہو جو لغوی اور شرعی لحاظ سے اس کے مذموم اور موجبِ تنقیص یا محمود و باعثِ فضیلت کے علم بدیہی سے بھی کورے ہوں، جو رائے کے استعمال اور اس

کے موقعہ و محل تک سے ناآشنا ہوں آخر انہیں یہ حق دنیا کس قدر ناانصافی اور دیانت کا خون ہے۔ کہ وہ امت کے عظیم فقہا یعنی امام اعظم ابو حنیفہ اور آپ کے اصحاب کے "اصحاب رائے" ہونے کے عظیم منصب و فضیلت پر نہایت اوچھی زبان میں شرعی حدود سے متجاوز، کج فہمی پر مبنی حد درجہ دریدہ دہنی سے تنقید و تبصرہ کریں۔

مگر یہ توقع بھی ہرگز صحیح نہیں کہ سنجیدہ، اہل دانش و اہل بصیرت طبقہ بھی سوچے سمجھے اور تحقیق کئے بغیر ہی ایسوں کی چھانٹ کھانٹ اور افترا۔ اور بہتان کو فتویٰ سمجھ کر دین کے عظیم اساس اور دستور اسلامی کے چوتھے ماخذ رائے و قیاس (فراست مجتہدین جس پر ملت اسلامیہ کے اکثر طبقات حضرات صحابہؓ تابعین، فقہا و متکلمین کا اتفاق ہے۔ کہ کتاب و سنت اور اجماع کے بعد قیاس ہی اسلامی قانون کا ماخذ اور بنیادی اصول ہے) کا انکار کرکے شیعہ۔ اہل ظواہر، معتزلہ اور خوارج کی صف میں اپنے آپ کو کھڑا کردیں گے۔

مجدد الف ثانیؒ کی وضاحت | زرادی۔ زنجانی۔ نحو میر اور ہدایۃ النحو پڑھ کر صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں مہارت تامہ کا دعویٰ کرکے ائمہ دین و جبال علوم کی توہین و استہزا کرنے والوں کے حضور ہم اتنی سی گذارش ضرور کریں گے کہ اسلاف کے علوم و معارف اور تحقیق و تدقیق سے بے نیاز ہوکر بھی قرآن و حدیث سے تمسک، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی اتباع۔ اور اپنے ہی کو اسلاف سے منسوب سمجھنے کا دعویٰ زیبا نہیں۔ منوانا اور یقین کروانا تو ہمارے اختیار میں نہیں اور نہ ہی کوئی ایسا کروا سکتا ہے۔ الا اللہ۔ تاہم بتانا آگاہ کرنا اور مسلک حق کی نشاندہی کرنا ہر دور میں امت کے ہر فرد بالخصوص علماء حق کا فرض اولین اور فرض منصبی رہا ہے۔ اسی فرض منصبی کو شیخ احمد سرہندی حضرت مجدد الف ثانیؒ نے یوں ادا فرمایا ہے۔

جماعت کہ ایں اکابر دین را اصحاب رائے میدانند اگر ایں اعتقاد دارند کہ ایشاناں بہ رائے خود حکم می کردند۔ و متابعت کتاب و سنت نمی نمودند پس سواد اعظم و اہل اسلام بزعم فاسد ایشاں ضال و مبتدع باشند بلکہ از جرگہ اسلام بیروں بوند۔ ایں اعتقاد نہ کند مگر جاہلے کہ از جہل خود بے خبر است یا زندیقے کہ مقصودش ابطال شطر دین است۔

ناقصے چند احادیث را یاد گرفتہ اند و احکام شریعت را منحصر در آں ساختہ اند۔

وہ جماعت جو ان اکابرین کو اصحاب رائے سمجھتی ہے۔ اگر یہ اعتقاد کرتی ہے کہ یہ حضرات اپنی رائے سے عمل کرتے تھے اور کتاب و سنت کی پیروی نہیں کرتے تھے تو ان کے فاسد خیال کے مطابق مسلمانوں کی اکثریت گمراہ اور بدعتی ہوگی۔ بلکہ اہل اسلام کے ٹولہ ہی سے باہر ہوگی۔ اور یہ خیال یا تو وہ جاہل کرے گا جو اپنی جہالت سے بے خبر ہے یا وہ زندیق کرے گا۔ جس کا مقصد نصف دین کو باطل کرنا ہے۔

کچھ کوتاہ فہم چند حدیثیں یاد کرکے احکام شریعت

کو انہی میں منحصر کرتے ہیں۔

وماورائے معلوم خود را نفی می نمایند وآنچہ نزد ایشاناں ثابت نشدہ نفی می سازند چوں آں کرمے کہ در سنگ نہاں است زمین وآسمان او ہماں است	اور اپنے معلومات کے علاوہ اور ہر چیز کی نفی کرتے ہیں اور جو چیز ان کے نزدیک ثابت نہ ہو اس کی نفی کرتے ہیں۔ جیسے وہ کیڑا جو پتھر میں چھپا ہوا ہو اس کی زمین وآسمان ہی بس وہ ہے۔

(مکتوبات امام ربانی۔ دفتر دوم حصہ ہفتم مکتوب ۵۵)

دوسرے ہزارے کے عظیم مجدد کی تحقیق ہی یہ ہے کہ جو لوگ مطلق رائے اور "اصحاب رائے" کو گمراہی سے منسوب کرتے ہیں اور خود حدیث دانی کا دعویٰ کرتے ہیں۔ درحقیقت یہ وہی لوگ ہیں جنہیں حدیث رسول پاکؐ سے ذوق سلیم ہی نہیں اور جن کا مبلغ علم چند حدیثوں کے حفظ تک محدود ہے۔ رائے و قیاس اصحاب رائے اور" امام اہل الرائے "کے بارے میں گندے۔ فاسد، غلیظ اور متعصب ذہن رکھنے والوں کو حضرت مجددؒ نہ صرف کوتاہ فہم، کم علم اور جاہل قرار دیتے ہیں بلکہ آپ کے نزدیک تو ایسوں کا مرتبہ زندیق سے کسی طرح بھی کم نہیں۔

اسلاف کی مزید تحقیق | ہماری تعلیم اور ہمارا مبلغ علم اپنے اسلاف ہی کے علوم و معارف اور تحقیق و تدقیق کا مرہونِ منت ہے۔ اس لئے زیر بحث مسئلہ میں بھی اسلاف کی تحقیقات سے استفادہ ناگزیر ہے چنانچہ لغت کے مشہور علامہ شیخ ابو الفضل قرشی اپنی مشہورِ عالم کتاب صراح صہ ۱۵۵ میں رائے کا معنی "دل کی بصیرت اور بینائی" بتاتے ہیں۔

الشیخ محمد طاہر الحنفیؒ اپنی کتاب مجمع البحار جلد ا صہ ۰۵۴ میں یوں رقمطراز ہیں۔

والمحدثون یسمّون اصحاب القیاس اصحاب الرای یعنون انّہم یاخذون برایھم فیما یشکل من الحدیث او ما لم یاتِ فیہ حدیث ولا اثر	محدثین اصحاب قیاس کو اصحاب رائے کہتے ہیں اس سے وہ مراد یہ لیتے ہیں کہ وہ مشکل حدیث کو اپنی رائے اور سمجھ سے حل کرتے ہیں اور ایسے مقام پر وہ اپنے قیاس اور رائے سے کام لیتے ہیں جس میں کوئی حدیث موجود نہیں ہوتی۔

علامہ ابن اثیر الجزریؒ نے بھی کم و بیش ان ہی الفاظ میں اسی مفہوم کی بات کہہ دی ہے۔

(نہایہ جلد ۲ صہ ۱۷۹)

الشیخ علامہ ابو الفتح ناصر الدین المطرزی رائے کا لغوی معنی بتاتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

الرای ما ارتاه الانسان واعتقده ومنه ربیعة الرای بالاضافة اهل المدینه

رائے اس نظریہ اور اعتقاد کو کہتے ہیں جس کو انسان اختیار کرتا ہے۔ اور اس سے اضافت کے ساتھ ربیعۃ الرائے ہے۔

(المغرب جلد ا صـ ۱۹۷۔ بحوالہ مقام ابی حنیفہ)

ربیعۃ الرائے حافظ ذہبی امام ربیعۃ الرائے کے ترجمہ میں لکھتے ہیں۔

وکان اماماً حافظاً فقیهاً مجتهداً بصیراً بالرائے ولذالک یقال له ربیعة الرائے

وہ امام، حافظ، فقیہہ، مجتہد اور رائے و قیاس کے بڑے ماہر تھے اس لئے ان کو ربیعۃ الرائے کہا جاتا ہے۔

(تذکرہ جلد ا صـ ۱۴۸۔ بحوالہ مقام ابی حنیفہ)

امام احمد بن حنبلؒ اور امام نسائیؒ نے آپ کو ثقہ بتایا ہے (تاریخ بغداد جلد ۸ صـ ۴۲۵)

مگر جیسا کہ ہو رہا ہے اور ہوتا آیا ہے اس زمانے کے چند حدیثوں کے حافظوں (جو بقول حضرت مجددؒ کوتاہ فہم کم علم، جاہل اور زندیق سے کم نہیں) نے ربیعہ کو رائے کی نسبت سے مبغوض جانا جناب حبیب عبدالعزیز بن ابی سلمہ عراق میں داخل ہوئے اور وہاں کے لوگوں نے ربیعۃ الرائے کے بارے میں دریافت کیا۔ تو آپ نے فرمایا

واللّٰه ما رایت احداً احوط بسنّة منه

بخدا میں نے ان سے بڑھ کر سنت میں محتاط کسی کو نہیں دیکھا۔

بھلا اس وہم کا اب کیا علاج کیا جائے جو بدگمانیوں اور افسانوں کے تاریک پردوں میں صدیوں سے چھپا چلا آرہا ہے۔ ہم نے "ربیعۃ الرائے" کا عنوان قائم کر کے یہی بتانا ہے کہ اس کھیل کے کھلاڑی نے انہیں بلکہ ربیعۃ الرائے جیسے حافظ حدیث، متبع سنت اور ثقہ و ثبت متبحر عالم دین سے صرف اس لئے پرہیز و اجتناب کیا گیا کہ آپ کے نام کے ساتھ رائے کا لفظ آتا تھا۔

اصحاب رائے کہلانے کی ایک لطیف توجیہہ

علامہ شہرستانی اپنی مشہور عالم کتاب الملل والنحل جلد ۲ صـ ۱۴۶ پر لکھتے ہیں کہ

انما سمّوا اصحاب الرائے لان عنا یتهم تحصیل وجه من القیاس والمعنی المستنبط من الاحکام و بناء الحوادث علیها

اور ان کا نام اصحاب رائے اس لئے رکھا گیا ہے کہ وہ قیاس کی علت کی جستجو میں خاص اہتمام کرتے ہیں جو احکام سے مستنبط ہوتا ہے اور حوادث

و ربما یقدمون القیاس الجلی علی احاد الاخبار وقد قال ابوحنیفة علمنا هذا رای و هو احسن ما قدرنا علیه فمن قدر علی غیر ذالک فله ما رای ولنا ما رائینا۔

کو ان پر مبنی قرار دیتے ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ نے خود فرمایا کہ ہمارا یہ علم رائے ہے جس پر ہم پوری سعی کے ساتھ قادر ہوتے ہیں۔ اگر کوئی شخص اس کے علاوہ کوئی اور رائے رکھتا ہے تو اس کو حق پہنچتا ہے جیسا کہ ہمیں رائے کا حق ہے۔

لاریب امام مالکؒ۔ امام شافعیؒ۔ امام ثوریؒ۔ امام احمد بن حنبلؒ اور امام داؤد بن علی الاصبہانی حدیث وفقہ کے جامع امام تھے۔ مگر ان حضرات میں روایت اور حدیث کی حفاظت وخدمت کا وصف غالب رہا۔ اس وجہ سے یہ حضرات "اصحاب الحدیث" کے لقب سے موسوم ہوتے مگر امام اعظم ابوحنیفہؒ پر باوجود حافظ حدیث ہونے کے اجتہاد وتفقہ اور استنباط کا وصف غالب رہا اس لئے آپ "امام اصحاب رائے" کے لقب سے مشہور ہوتے۔

علامہ ابن خلدون کی تصریحات اسی حقیقت ہی کے پیش نظر علامہ ابن خلدون بھی امام اعظم ابوحنیفہ کا "من کبار المجتہدین فی الحدیث" کے الفاظ سے تذکرہ کر کے آپ کی حدیث دانی، حدیث فہمی، علم حدیث میں فضل و تفوق اور فن روایت و درایت میں مہارت و امامت کو تسلیم کرتے ہوئے اسی تصویر کے دوسرے رخ کو بھی سامنے لاتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

و مقامه فی الفقه لا یلحق شهد له بذالک اهل جلدته و خصوصاً مالک و شافعی

مقدمہ ابن خلدون صہ ۴۴۷

فقہ میں ان کا مقام اتنا بلند ہے کہ اس میں کوئی دوسرا ان کی نظیر نہیں رکھتا۔ اوران ہی کے طبقہ کے حضرات خصوصیت سے امام مالک وشافعی نے اس کی شہادت دی ہے۔

علامہ ابن خلدون نے بھی اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کے مقلد اس وقت عراق، ہندوستان چین، ماوراء النہر و بلاد عجم کا ہا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ (مقدمہ صہ ۴۴۸)

دنیائے اسلام میں حنفی مکتب فکر کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ قریب قریب تین چوتھائی ملت حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کے فقہی مسلک پر اعتماد رکھتی ہے جب کہ ترک تقلید اور فقہ سے اختلاف کا نظریہ رکھنے والے گروہ کو اپنی تنگ نظری اور خشک مزاجی کی وجہ سے امت میں کوئی فروغ حاصل نہ ہوا۔ آخر ایسے گروہ کو فروغ کیونکر ہی حاصل ہو۔ جو فقہ و اجتہاد اور استنباط سے مستغنی رہ کر بھی نت نئے مسائل و حوادث، نوازل و واقعات کا حل پا سکے۔ اس لئے تو علامہ ابن خلدون کو یہاں تک لکھنا پڑا کہ

ثم درس مذهب اهل الظاهر الیوم بدروس ائمتہ

پھر اسی زمانہ میں اہل ظاہر کا مذہب باقی نہیں رہا۔ کیونکہ ان کے ائمہ ہی ختم ہو گئے۔

(مقدمہ صہ ۴۴۶)

آگے لکھتے ہیں۔

و لم یبق الا مذهب اهل الرأی من العراق و اهل الحدیث من الحجاز

(مقدمہ صہ ۴۴۷)

اور باقی نہیں رہا مگر مذہب اہل الرائے جو عراقی ہیں اور اہل الحدیث جو حجازی ہیں۔

اہل الرائے عراقی اور اہل الحدیث حجازی۔ یہ دونوں گروہ فقہ کے تسلیم کرنے والے تھے اگرچہ دونوں کا طریق کار اور انداز فکر ایک دوسرے سے قدرے مختلف تھا۔ ان دو گروہوں کے علاوہ تیسرے کسی گروہ کے وجود کی نشاندہی بھی نہیں کی گئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ تھا ہی نہیں۔ اگر بالفرض اس کے وجود کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو لازماً یہ بھی ماننا پڑے گا کہ علماء فقہاء۔ محدثین اور اکابر و اسلاف کے ہاں اس کو کوئی پذیرائی حاصل نہ ہو سکی۔

درحقیقت فقہ کی مخالفت، قیاس و رائے اور اجتہاد و استنباط کے انکار کے ساتھ پذیرائی کی توقع بے جا غلط اور ناممکن ہے۔

فقہ حنبلی میں رائے و اجتہاد چونکہ قیاس و رائے اور تفقہ و اجتہاد کے بغیر امت کو پیش آنے والے تمام مسائل مکمل طور پر حل نہیں ہو سکتے۔ اس لئے تو امام احمد بن حنبلؒ (جن کا رتبہ اجتہاد و قیاس میں اتنا اونچا نہ تھا) کی فقہ کو وہ بلند مقام نہ مل سکا۔ جو اوروں کو حاصل ہوا۔ اور نہ ان کے زیادہ مقلدین پیدا ہوتے۔ آخر وہ لوگ جنہیں اپنے سوا دوسرا نظر آتا ہی نہیں، خدا ہی کے دئے ہوئے آنکھوں اور عقل و خرد سے کام کیوں نہیں لیتے۔ کہ جب ایسی فقہ جس میں رائے و اجتہاد کا استعمال کم ہو۔ اس کو تو شام و عراق اور اس کے ملحقات سے باہر تعارف بھی حاصل نہ ہو سکا ہو۔

فاما احمد بن حنبل مقلده قلیل لبعد مذهبه عن الاجتهاد و اصالته فی معاضدة الروایة و للاخبار بعضها و اکثرهم بالشام و العراق من بغداد و نواحیها و هم اکثر الناس حفظا لسنّة

(مقدمہ ابن خلدون صہ ۴۴۸)

امام احمد بن حنبل کا مذہب اجتہاد سے بعید رہا ہے اور ان کا اصل الاصول ہی یہ ہے کہ روایت اور اخبار ہی میں سے بعض کی بعض سے تائید اور تقویت حاصل کی جائے اور ان کے اکثر پیرو شام و عراق اور اس کے آس پاس رہتے ہیں اور وہ سب لوگوں سے سنت کے زیادہ محافظ رہے ہیں۔

مگر یہ دعویٰ کہاں تک درست ہو سکتا ہے۔ کہ جن کے ہاں رائے و اجتہاد کا وجود نہیں، وہی کہتے ہیں ہمارے سوا دوسرا موجود نہیں۔ تعجب ہے ایسوں پر جو سرے سے رائے و اجتہاد کا انکار بھی کرتے ہیں اور اپنے ہی وجود کا اصرار بھی کرتے ہیں۔

فقہی نورانیت کا بڑا دریا یہ بات پہلے بھی کہیں عرض کی جا چکی ہے کہ اکابر و اسلاف کی تحقیق کے مطابق فقہ حنفی ہی قرآن و سنت اور صحیح حدیث کے زیادہ موافق ہے۔ جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہؒ نے بھی یہی دعویٰ کیا ہے۔ کہ "مذہب حنفی میں عمدہ راستہ ہے جو صحیح حدیث کے زیادہ موافق ہے" (فیوض الحرمین)

امت مسلمہ کے متاخرین اکابر و اسلاف میں مسلّم اور مایہ ناز شخصیت حضرت مجدد الف ثانیؒ بھی یہی فرماتے ہیں کہ "خلافیات فقہی کے اکثر مسائل میں حق بجانب حنفی ہے" (مبداء و معاد)

ذیل میں حضرت مجددؒ ہی کی ایک اور شہادت ملاحظہ فرمائیے۔

بے شائبہ تکلف و تعصب گفتہ می شود کہ نورانیت دین مذہب حنفی بنظر کشفی در رنگ دریائے عظیم مینماید۔ و سائر مذاہب در رنگ حیاض و جداول بنظر مے در آیند و بظاہر ہم کہ ملاحظہ نمودہ مے آید۔ سواد اعظم از اہل اسلام متابعان ابی حنیفہ اند

مکتوبات ربانی دفتر دوم حصہ ہفتم مکتوب ۵۵ ص۱۴

تکلف اور تعصب کی ملاوٹ کے بغیر یہ کہا جا سکتا ہے کہ کشفی نگاہ میں حنفی مذہب کی نورانیت بڑے دریا کی مانند دکھائی دیتی ہے اور دوسرے مذاہب حوضوں اور نالیوں کی صورت میں دکھائی دیتے ہیں۔ اور ظاہری طور پر بھی یہ بات دکھائی دیتی ہے۔ کہ اہل اسلام کی بڑی اکثریت امام ابوحنیفہ کی پیروی کرتی ہے۔

چونکہ اسلام عالمگیر مذہب ہے اور تا قیامت باقی رہنے والا دین ہے۔ اس لئے تو احناف نہ صرف حدیث کے ظاہری الفاظ اور عبارت النص سے استنباط کرتے ہیں بلکہ دلالۃ النص۔ اشارۃ النص اور اقتضاء النص کے دقیق اور غامض پہلو کو بھی استدلال میں نظرانداز نہیں کرتے یہی وجہ ہے کہ فقہ حنفی کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ جس کے استنباط و اجتہاد اور صحیح استدلال کی عظیم وسعتوں کو حضرت مجدد الف ثانیؒ نے "بڑے دریا" سے تعبیر کیا ہے۔

شاہ ولی اللہ کا اظہار حقیقت حضرت شاہ ولی اللہؒ رائے کے مفہوم و مصداق پر مفصل بحث کرتے ہوئے اپنی عظیم اور مایہ ناز کتاب "حجۃ اللہ البالغہ" میں لکھتے ہیں:۔

بل المراد من اهل الرای قوم توجهوا بعد المسائل المجمع عليها من المسلمين او بين جمهورهم الى التخريج على اصل

بلکہ اہل الرائے سے وہ قوم مراد ہے جنہوں نے ان مسائل کے بعد جو تمام مسلمانوں میں یا جمہور کے درمیان اجماعی قرار پا چکے ہیں۔

من المتقدمین فکان اکثر امرهم حمل النظیر علی النظیر و الرد الی اصل من الاصول

متقدمین میں کسی شخص کے اصل پر مسائل کی تخریج کی ہو اوران کا بڑا کام یہ رہا ہے ۔ کہ نظیر کو نظیر پہ حمل کرتے رہے اوران کو اصول میں سے کسی اصل کی طرف رد کرتے رہے ۔

حجۃ اللہ البالغہ صد ۱۶۱ جلد ا

الغرض اکابر و اسلاف کی ان تحقیقات کی روشنی میں ہمیں یہ کہنے کا حق حاصل ہے کہ " رائے کو فی نفسہ برا سمجھنا اہل الرائے کو احادیث کا منکر اور ان سے مستغنی قرار دینا اہل الرائے ہونے کو موجب تنقیص امر تصور کرنا ، نیز اہل الرائے ہونے کو صرف احناف ہی کے ساتھ خاص کرنا ۔ یہ نہ صرف کمال جہالت کا اظہار اور اپنے اکابر و اسلاف کے علوم و معارف کا انکار ہے بلکہ ایک اظہر من الشمس صداقت اور ایک عظیم حقیقت کا منہ چڑھانا ہے ۔

اہل الرائے کی کئی جماعتیں تھیں | جو جان بوجھ کر نہ دیکھنا چاہیں انہیں کیونکر دکھایا جاسکتا ہے ۔ دیکھنے والوں نے تو امام شافعیؒ کو بھی " اہل الرائے " ہی دیکھا ۔ امام عجلیؒ نے امام شافعیؒ کو " اہل الرائے " لکھا ہے ۔ حافظ ابن حجر بھی رقمطراز ہیں ۔

فاجتمع له علم اهل الرای وعلم اهل الحدیث (توالی تاسیس ص ۱۵ ۔ بحوالہ مقام ابی حنیفہ)

امام شافعیؒ میں " اہل الرائے " اور اہل حدیث دونوں کا علم جمع تھا ۔

ربیعہ کے بارے میں پہلے عرض کیا جاچکا ہے کہ وہ " ربیعۃ الرائے " کے لقب سے مشہور تھے مگر حنفی نہ تھے ابوبکر بن ایوب کی تصریح کے مطابق اہل الرائے کی کئی جماعتیں تھیں ۔

قد رأینا جماعة من اهل الرای قد ذهبت و اضمحلت و مذهب ابی حنیفة باق

ہم نے دیکھا کہ اہل الرائے کی جماعت کے مذاہب تو ختم اور مضمحل ہوگئے ۔ مگر امام ابو حنیفہ کا مذہب باقی ہے ۔

(السهم المصیب ص ۶۲)

مگر جو لوگ ۲+۲ کو بھی دو ہی کہتے ہیں اگر انہیں " اہل الرائے " کی کئی جماعتیں بھی ایک ہی جماعت نظر آتی ہے تو اس مرض کی تشخیص ، تعصب ، ضد ، عقل کے فتور اور ہٹ دھرمی سے تو کی جاسکتی ہے ۔ مگر اس سے ایک حقیقت کی تکذیب لازم نہیں آسکتی ۔

(باقی دارد)

يا أيها الذين آمنوا اتقوا الله
حق تقاته ولا تموتن
إلا وأنتم مسلمون ۝ واعتصموا
بحبل الله جميعا ولا تفرقوا

O ye who believe! Fear God as
He should be feared, and die not
except in a state of Islam. And
hold fast, all together, by the
Rope which God stretches out
for you, and be not divided
among yourselves.

PREMIER TOBACCO INDUSTRIES LIMITED

قدرتی گیس اور مائع پیٹرولیم گیس
اب سندھ اور بلوچستان کے بڑے شہروں میں دستیاب ہے
STATE ENTERPRISE
قدرتی گیس اور مائع پیٹرولیم گیس اب سندھ اور بلوچستان کے بڑے شہروں میں دستیاب ہے یہ جدید طرزِ زندگی کا جدید ایندھن ہے۔ گھریلو، تجارتی اور صنعتی استعمال کے لئے فوری فراہمی کی ضمانت۔ گیس لوگوں کی زندگی اور طرزِ رہائش میں انقلاب لا رہی ہے۔ صاف ستھرا۔ کارآمد اور سستا ایندھن۔
دھابیجی
حیدرآباد
کوٹڑی
جام شورو
ٹنڈو آدم
شہداد پور
نواب شاہ
رانی پور
خیرپور
روہڑی
سکھر
شکارپور
دادو
لاڑکانہ
گڑھی یاسین
کوئٹہ
بیوپرین
مائع پٹرولیم گیس
"بیوپرپ"
لیکوی فائیڈ
پیٹرولیم گیس
"بیوپرین" سلنڈروں میں مائع پیٹرولیم گیس اب کوئٹہ، کراچی اور سندھ و بلوچستان کے دیگر شہروں میں دستیاب ہے۔ ہوا ملی ہوئی مائع پیٹرولیم گیس کوئٹہ میں پائپ لائنوں کے ذریعے پہنچائی جاتی ہے۔
انڈس گیس کمپنی لمیٹڈ

ADGROUP